

از عدالت الاعظمیٰ

مہاراجہ چنٹامانی سرن ناتھ ساہ دیو

بمقابلہ

کمشنر انکم ٹیکس، بہار اور اڑیسہ

(جے۔ ایل۔ کپور، ایم۔ ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز)

انکم ٹیکس۔ مناسب مقدار میں نمونے۔ سرمائے کے ایک حصے کا حق دینا۔ ادائیگیاں لائسنس دہندگان کو
ٹیکس کی ذمہ داری۔

1945 میں اپیل کنندہ جو زمیندار تھانے مختلف فریقوں کو ممکنہ باکسائٹ کو لائسنس دیا۔ لائسنس کے تحت
لائسنس دہندگان کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ زمین میں داخل ہونے کے لئے، زمین میں یا اس کے اندر موجود تمام
باکسائٹ کو کھودنے اور ثابت کرنے کا حق حاصل کریں اور مجموعی طور پر 100 ٹن سے زیادہ نہ ہونے والی مناسب
مقدار میں باکسائٹ کے مناسب نمونے لے جائیں۔ ادا کردہ پریمیم کے خیال میں، لائسنس دہندگان، اپنے آپشن
پر، ضروری نوٹس دینے اور مزید رقم کی ادائیگی کے بعد، تیس سال کی مدت کے لئے کان کنی کا لیز حاصل کر سکتے ہیں۔
انکم ٹیکس حکام کا یہ خیال تھا کہ لائسنس دہندگان کو زمین میں کوئی دلچسپی نہیں دی گئی تھی اور لائسنس دہندگان سے اپیل
کنندہ کو موصول ہونے والی رقم محصولات کی رسیدیں تھیں اور اس وجہ سے، انکم ٹیکس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اس کی اصل تعمیر پر 1945 کا لین دین محض لائسنس دہندگان کے دارالحکومت کے استعمال کی گرانٹ کے
متبادل نہیں تھا بلکہ واقعی اس دارالحکومت کے کسی حصے کو حق کی منظوری دیتا تھا۔ اس کے مطابق، اپیل کنندہ کے
ذریعہ موصول ہونے والی رقم کیپٹل کی رسیدیں تھیں اور، لہذا، انکم ٹیکس کا ذمہ دار نہیں تھا۔

رام گڑھ کے راجا بہادر کا مکشیا نارائن سنگھ بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس، بہار اور اڑیسہ (1943) ایل۔ آر۔ 70
آئی۔ اے۔ 180، زرعی انکم ٹیکس بورڈ کے ممبر، آسام بمقابلہ شری متی سندورانی چودھوری، ایس۔ سی۔
آر 1019 اور انکم ٹیکس کے کمشنر، بہار اور اڑیسہ بمقابلہ راجہ بہادر کا مکشیا نارائن سنگھ، (1946) 14 آئی ٹی آر
738، سمجھا جاتا ہے۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 424 آف 1957۔

25 جنوری 1955 کو فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعہ اپیل، پٹنہ ہائی کورٹ کا جوڈیشل کیس

نمبر 621 آف 1953

این۔سی۔ چٹرجی اور آر۔سی۔ پرساد، اپیل کنندہ کیلئے۔

کے۔ این۔ راجا گوپال ساستری اور ڈی۔ گپتا، جواب دہندہ کیلئے

30 نومبر 1960۔ عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس کپور۔ یہ پٹنہ میں ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعہ اپیل ہے جس میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ اس سے پہلے انکم ٹیکس اپیل ٹریبونل نے اس کا حوالہ دیا ہے جو ہمارے سامنے اپیل کنندہ ہے۔ اس اپیل کا تعلق متعلقہ تشخیص سال 1945-46، 1946-47 اور 1947-48 کے لئے اپیل کنندہ پر کی جانے والی تین تشخیص سے ہے۔

اپیل کنندہ ایک زمیندار ہے اور کافی جائیدادوں کا مالک ہے۔ مالی سالوں میں اس نے باکسائٹ کے امکان کو مختلف فریقوں کو لائسنس دئے۔ لائسنس کی تفصیلات یہ ہیں:

وصول شدہ رقم	تشخیص کا سال	لائسنس کی مدت	لائسنس کی تاریخ	وصول شدہ	
15,290/-	1945/46	6 مہینے	20-2-1945	المونیم کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ	۱
1,24,789/-	1946/47	10 سال	26-5-1945	انڈین المونیم کو۔ لمیٹڈ	۲
1,500/-	1947/48	6 مہینے	7-5-1945	دی انڈیمودی	۳
70,146/-	1947/48	ایک سال	14-8-1945	انڈین المونیم کو۔ لمیٹڈ	۴

انکم ٹیکس افسر نے کہا کہ یہ رقم محصول کی ادائیگی کے طور پر موصول ہوئی ہے اور اس وجہ سے وہ قابل ٹیکس ہیں۔ اپیلٹ اسٹنٹ کمشنر کی اپیل پر، رقم کو دارالحکومت کی رسید ہونے کی وجہ سے رکھا گیا تھا لیکن اس حکم کو انکم ٹیکس اپیلٹ ٹریبونل نے ایک طرف رکھ دیا تھا جس میں محصول کی رسیدیں اور قابل ٹیکس ہونے کی رقم موجود تھی۔ اپیل کنندہ کی مثال کے طور پر اس کیس کو انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت ہائی کورٹ کے پاس بھیج دیا گیا تھا اور مندرجہ ذیل سوال عدالت کی رائے کے لئے بیان کیا گیا تھا:-

"چاہے ان معاملات کے حقائق اور حالات میں 15,209 روپے، 1,24,789 روپے، 1500 روپے اور تشخیصی کے ذریعہ 70,146 روپے انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت ٹیکس کے لئے آمدنی کا اندازہ کیا

جاسکے؟" اس سوال کا جواب اثبات میں دیا گیا اور ہائی کورٹ کا موقف ہے کہ ٹریبونل کی تلاش کی حمایت کرنے کے لئے مواد موجود ہے، اور یہ حقیقت کی تلاش ہے۔ کہ اپیل کنندہ کے ذریعہ موصول ہونے والی رقم محصولات کی رسید تھی نہ کہ دارالحکومت کی رسیدیں۔ اس فیصلے کے خلاف اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے ذریعہ اس عدالت میں اپیل کر چکا ہے۔

یہ سوال جو فیصلے کے لئے پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا تشخیص کے ذریعہ موصول ہونے والی رقم کیپیٹل یا محصول کی رسیدیں ہیں اور اس مقصد کے لئے اپیل کنندہ کے ذریعہ دیئے گئے گرانٹ کی نوعیت کی تحقیقات کرنا ضروری ہے۔ لائسنس کے تحت لائسنس دہندگان کو واحد اور خصوصی حق اور آزادی دی گئی تھی۔

(الف) اس میں داخل ہونے اور اس کے بعد، تلاش کرنا، کان کنی کی کھدائی، بورا اور کھودنے اور ثابت کرنا کہ تمام باکسائٹ مذکورہ زمینوں کے نیچے یا اس کے اندر موجود ہے۔

(ب) مذکورہ بالا مقاصد کے لئے اور دیگر تمام مقاصد کے لئے اس طرح کے گڑھے کھودنے، ڈرائیو کرنے اور اس کو برقرار رکھنے، شافٹ، بورنگ، مائل، سطح، بہاؤ، ڈرین کے ہوا کورسز، پانی کے کورسز، سڑکیں اور طریقوں کو ترتیب دینے اور ترتیب دینے، کھڑے کرنے کے لئے، اور اس طرح کے عارضی انجنوں، مشینری کے شیڈ اور چیزیں بنائیں جو اس کے لائسنس یافتہ متوقع کارروائیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے معقول حد تک ضروری ہو سکتی ہیں۔

(ج) ہر معیار، قسم اور وضاحت کے باکسائٹ کے نمونے اور مناسب نمونے اور مناسب نمونے اور مناسب مقدار میں اور مناسب مقدار میں اس گرانٹ کی شرائط کے دوران ایک سوٹن سے زیادہ نہ ہونے کیلئے۔

(د) انڈر گروتھ برش ووڈ کو صاف کرنے اور زمینوں پر کسی بھی نالیوں یا پانی کے نصاب کو استعمال کرنے یا کسی بھی پانی سے کام کرنے والے مقامات کو صاف کرنے کے لئے مذکورہ مقاصد کے لئے یا اس میں یا اس میں جمع ہونے والے کسی بھی پانی سے کام کرنے کے مقامات کے لئے۔

لائسنس کی مدت دو صورتوں میں 6 ماہ اور دیگر دو میں ایک ایک سال کی تھی۔ معاہدوں کے تحت لائسنس دہندگان کو زمین کی سطح کو زیادہ سے زیادہ کم نقصان پہنچانے کا سبب بنانا تھا۔ انہوں نے لائسنس دہندگان کو تمام بورنگ کی کارروائیوں کی پیشرفت اور حقیقی کا پیاں کے بارے میں مکمل معلومات دینا تھی۔ لائسنس دہندگان کو بھی ان کے تیار کردہ تمام سوراخوں کو پلگ کرنے کی ضرورت تھی۔ لائسنس دہندگان نے ملحقہ زمینوں اور جائیدادوں کے ذریعے اور اس کے اوپر گزرنے کا معقول حق دینے کا معاہدہ کیا (اور ادا کردہ پریمیم کے خیال میں، لائسنس، اپنے آپشن پر، ضروری نوٹس دینے اور مزید رقم کی ادائیگی کے بعد، کان کنی حاصل کر سکتے ہیں۔ لائسنس کے شیڈول 2 کے طور پر نسلک انڈینچر میں مقرر کردہ شرائط و ضوابط پر تیس سال کی مدت کے لئے لیز۔ انکم ٹیکس اپیلٹ ٹریبونل نے

پایا کہ لائسنس دہندگان کو زمین میں کوئی دلچسپی نہیں دی گئی تھی اور وصول شدہ رقم کی آمدنی کی رسیدیں تھیں اور لہذا، انکم ٹیکس کا جائزہ لیا جاسکتا ہے

کچھ معاملات کا حوالہ اس لین دین کی نوعیت کا تعین کرنے میں معاون ثابت ہوگا جس کا ثبوت ریکارڈ پر رکھی گئی دستاویزات کے ذریعہ تھا۔ رام گڈھ کے باجا بہادر کا مکشیا نارائن سنگھ بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس، بہار اور اڑیسہ ((1943) ایل۔ آر۔ 70 آئی۔ اے۔ 186) پر بیم کے ذریعہ ادا کی گئی کیپیٹل رسیدیں ہونے کے لئے کی گئیں۔ اس صورت میں تشخیصی کے ذریعہ کان کنی کے مختلف لیزوں کی منظوری کے لئے رائٹنگ کے ذریعہ بڑی ادا کی گئی ہوئی۔ لیزیں 999 سال کی مدت کے لئے کان کنی کے لئے لبرٹی کے ساتھ کان کنی کے لئے تلاش، کام کرنے، قابل تجارت بنانے اور وہاں پائے جانے والے کوئلے کو لے جانے اور گڈھے کھودنے اور ڈوبنے کی قوت کے ساتھ لے جانے کے لئے تھے۔ ان حقوق کے بارے میں غور کرتے ہوئے لیزوں نے سلامی (پر بیم) کے ذریعہ ایک رقم اور کوئلے کی مقدار پر کم سے کم سالانہ رائٹنگ کے تحت رائٹنگ کے طور پر ایک رقم ادا کی۔ رائٹنگ کی ادا کی گئی میں ناکامی کی صورت میں کم افراد کو دوبارہ داخل ہونے کا حق تھا۔ وہاں کا تشخیصی نے یہ دعویٰ کیا کہ سلامی اور رائٹنگ کی حیثیت سے موصولہ رقمیں معدنیات کی قیمتوں کی نمائندگی کرنے والی سرمائے کی رسیدیں تھیں۔ یہ منعقد کیا گیا تھا کہ سلامی لیز کے ذریعہ دیئے گئے فوائد سے لطف اندوز ہونے کے حق کے حصول کے لئے ایک ہی ادا کی گئی تھی اور یہ ایک دارالحکومت اثاثہ تھا اور یہ کہ رائٹنگ کی دودگی شکلیں۔ کم سے کم اور فی ٹن لیز کیپیٹل اکاؤنٹ پر نہیں تھی اور ایکٹ کی دفعہ 12 کے تحت دوسری آمدنی کے معنی میں گرتی تھی۔ لارڈ رائٹ نے صفحہ 190 میں کہا:-

"سلامی، بجا طور پر ان کے لارڈ شپس کی رائے میں رہا ہے، جسے دارالحکومت کی رسید سمجھا جاتا ہے۔ لیز کے ذریعہ ان کو دیئے گئے فوائد سے لطف اندوز کرنے کے لئے لیزوں کے حق کے حصول کے لئے یہ ایک واحد ادا کی گئی ہے۔ اس عمومی حق کو مناسب طریقے سے دارالحکومت کے اثاثہ کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے، اور اسے خریدنے کے لئے ادا کی جانے والی رقم کیپیٹل اکاؤنٹ پر ادا کی گئی کے لئے مناسب طریقے سے رکھی جاسکتی ہے۔ لیکن رائٹنگ ایک مختلف بنیادوں پر ہیں۔

اس معاملے کو اس بنیاد پر جواب دہندگان کے وکیل کے ذریعہ ممتاز کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ یہ لیز 999 سال کی طویل مدت کے لئے ہے لیکن مذکورہ بالا مشاہدات اس غور و فکر پر مبنی نہیں تھے بلکہ اس حق کی نوعیت پر مبنی تھے جو پہنچائے گئے تھے۔ کمشنر آف انکم ٹیکس، بہار اور اڑیسہ بمقابلہ باجا بہادر کا مکشیا نارائن سنگھ ((1946) 14 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 738) میں ایک کونڈ کمپنی کو کورٹ آف وارڈز نے کچھ کوئلے والی زمینوں کے سلسلے میں ایک امکانی لائسنس دیا تھا۔ تجدید کی اور بعض شرائط و ضوابط پر کان کنی کا لیز لینا بھی۔ اس کے بعد متوقع لائسنس کو چار مواقع پر بڑھایا گیا۔ جب تعین کنندہ نے اکثریت حاصل کر لی تو اس نے دعویٰ کیا کہ لائسنس دینا کورٹ آف وارڈز کے

حوالے سے لٹراواٹریز تھا لیکن لائسنس اور تعین کنندہ کے درمیان تصفیہ ہوا جس کے ذریعے موخر الذکر نے ”مختلف امکانی لائسنس، ان کی توسیع اور لیز کے مد نظر رکھتے ہوئے قبول کرنے پر اتفاق کیا۔ جس میں اس نے 5,25,000 روپے سلامی کے ذریعے وصول کئے اور 40,000 روپے کی کیپٹل رقم اور کچھ دیگر ادائیگیوں کے ذریعے حاصل ہوا۔ سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ یہ رقم کیپٹل تھی یا ریونیو اور یہ کہا گیا کہ 5,25,000 روپے سلامی کے طور پر وصول ہوئے اور سیز کے طور پر موصول ہونے والی رقم کیپٹل رسیدیں ہیں اس لئے قابل ٹیکس نہیں۔ جسٹس منوہر لال، اے۔سی۔ کا موقف تھا کہ یہ رقم تصفیہ کے ذریعے وصول کی گئی تھی نہ کہ سلامی کے ذریعے بلکہ جسٹس ایس۔ کے۔ داس (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) کا موقف تھا کہ سلامی ان حقوق کی یکمشت ادائیگی تھی جو لائسنس یافتہ کو دئے جا رہے تھے۔ یعنی ایک مخصوص تعداد کیلئے امکانات کا حق اور کان کنی کے لیز حاصل کرنے کا حق بھی اور اسی لئے سلامی زیر بحث تھی بلاشبہ ایک سرمائے کی رسید تھی۔ حقوق کے لئے ایک ایک لعنت ادائیگی ہے جو لائسنس دہندگان کو دی جا رہی تھی، یعنی، ایک خاص تعداد میں امکان کا حق اور کان کنی کے لیزوں کو حاصل کرنے کا حق بھی ہے اور اسی وجہ سے سلامی میں بلاشبہ ایک سرمائے کی رسید تھی۔

صوبہ بہار بمقابلہ مہاراجہ پریاپ اُدئی ناتھ ساہی دیو آف بٹہ گرہ ((1941) 9 آئی ٹی آر 313) یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ پریمیم یا سلامی کی نوعیت میں ادائیگی اس تشخیصی کی آمدنی کا حصہ نہیں تھی اور اس وجہ سے قابل ٹیکس نہیں تھیں۔ اور یہ منعقد کیا گیا تھا کہ سلامی کو، کچھ معاملات میں، پہلے سے کرایہ کی ادائیگی کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور ان معاملات میں ان کو آمدنی کے طور پر سمجھا جاتا ہے لیکن جہاں اس کو اتنا نہیں سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ آمدنی نہیں ہوگی اور اس وجہ سے قابل ٹیکس نہیں ہوگی۔ یہ بھی منعقد کیا گیا تھا کہ پریمیاں سلامی آمدنی نہیں ہے۔

زرعی انکم ٹیکس بورڈ کے ممبر میں، آسام بمقابلہ سریمتی سندورانی چودھورانی (1) اس عدالت نے سلامی کے طور پر اس کی تعریف کی ہے:

سلامی کا انڈیشیا ((1957) ایس۔سی۔ آر 1019) اس کا واحد غیر بار بار آنے والا کردار اور (2) کرایہ داری کے قیام سے قبل ادائیگی ہے۔ یہ کرایہ دار کے ذریعے قبضہ کرنے کی وجہ سے ادا کیا جاتا ہے اور نہ تو کرایہ اور نہ ہی محصول ہو سکتا ہے لیکن یہ مکان مالک کے ہاتھوں میں ایک سرمائے کی رسید ہے۔

اس طرح اگر کرایہ دار یا لائسنس دہندگان کے ذریعے کرایہ داری حاصل کرنے کے مقصد کے ساتھ قبضہ کرنے یا اس معاملے میں معدنیات کو ہٹانے کا حق حاصل کرنے کے مقصد کے ساتھ اس پر غور کیا جاتا ہے تو، اسے کرایہ یا محصول نہیں کہا جاسکتا ہے لیکن یہ کیپٹل رسید ہے۔ جسٹس سندورانی کے معاملے میں سلامی اس بات پر غور کے طور پر ایک بڑی ادائیگی تھی کہ مکان مالک کرایہ دار کو کیا منتقل کر رہا ہے، یعنی، لیز کے تحت، اپنے حق سے جدا ہونا۔ فوری معاملے میں مذکورہ عہد کی شرائط سے پتہ چلتا ہے کہ ادائیگی سندورانی کے ایزیل (1) میں ادائیگی سے

قریبی مشابہت رکھتی ہے۔ اس معاملے کو جواب دہندگان کے ذریعہ اس بنیاد پر ممتاز کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ وہاں ایک کرایہ داری کی منتقلی ہے جو قبضے کے انعقاد میں پکنے کے قابل تھی لیکن یہ وہ زمین نہیں تھی جس پر اس عدالت نے سلامی کے معاملے کا فیصلہ کیا تھا۔ سلامی کی تعریف ایک عام تھی، اس میں یہ ایک کرایہ دار کے ذریعہ ایک نئی کرایہ داری پیدا کرنے کے مقصد کے لئے قبضہ کرنے پر غور کیا گیا تھا۔ راجہ بہادر میں راملکشیا نارائن سنگھ کے کیس (1943) ایل۔ آر۔ 70 آئی۔ سے 180) میں بھی پرائیوی کونسل نے عام شرائط میں سلامی کی تعریف کی اور لیز کی نوعیت کے کسی بھی حوالہ کے بغیر سلامی کے ذریعہ ادائیگی کی خصوصیات کو بیان کیا۔

اپیل کنندہ کے لئے وکیل کی دلیل کے جواب میں، جواب دہندگان کے لئے مسٹر راجا گوپل سستری نے استدلال کیا کہ سوال یہ ہے کہ کیا لائسنس دہندگان نے لائسنس دہندگان کو اپنا دار کیپٹل لینے کی اجازت دی تھی یا اس نے اسے کیپٹل استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔ اگر یہ سابقہ تھا تو، رسیدیں کیپٹل کی رسیدوں کی نوعیت میں تھیں اور اگر بعد میں وہ محصول کی نوعیت میں تھے۔ اس کا تنازعہ یہ تھا کہ یہ واقعی مؤخر الذکر تھا کیونکہ لائسنس دہندگان کو جو کچھ کرنے کی اجازت تھی وہ زمینوں میں داخل ہونے اور اپیل کنندہ سے تعلق رکھنے والے اثاثوں کا استعمال کرنا تھا۔ یہ ہماری رائے میں سوال کے لئے صحیح نقطہ نظر نہیں ہے۔ لائسنس دہندگان کو لائسنس دینے والے کو لائسنس دیا گیا تھا وہ اس زمین پر امکان، تلاش اور کان کی کھدائی، بور، کھودنے اور اس مقصد کے لئے ثابت ہونے کا حق تھا اور اس مقصد کے لئے لائسنس دہندگان کو گڑھے، شافٹ کھودنے کا حق تھا۔ بورنگ اور ہٹانا، لے جانے اور مناسب نمونے اور مناسب مقدار میں مناسب نمونے اور نمونوں کے لئے مناسب مقدار میں مجموعی میں 100 ٹن سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ محض لائسنس دہندگان کے دارالحکومت کے استعمال کی گرانٹ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن واقعی یہ کیپٹل کے اثاثہ کے عمومی حق کی شکل میں کیپٹل کے کسی حصے کو حق کی گرانٹ تھا۔

سرمائے کے استعمال اور سرمائے کو چھیننے کے درمیان اس فرق کی حمایت میں، وکیل نے گری ہاؤنڈ کے معاملے میں جسٹس لارنس، ((1936) 10 ٹی۔ سی 373 کے مندرجہ ذیل مشاہدے پر انحصار کیا:

"اس سوال کہ وصولیاں کیا ہیں اور سرمایہ کیا ہیں، نے بہت زیادہ اختلاف کو جنم دیا ہے۔ لیکن یہ واضح ہے، میری رائے میں، کہ، اگر زیر بحث رقم اصل میں سرمایہ اثاثوں کے صارف کے لیے وصول کی جاتی ہے نہ کہ ان کی وصولی کے لیے، تو یہ ایک محصول کی وصولی ہے، سرمایہ نہیں۔

ایسا ہو سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ گرانٹ کی نوعیت پر فیصلہ کیا جائے۔ موجودہ صورت میں عہد کی شرائط جن کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لین دین محض سرمایہ کے استعمال کنندہ کا نہیں تھا بلکہ ان کی وصولی کا تھا۔ اس ٹیسٹ کے ذریعے رسیدیں کیپٹل اکاؤنٹ پر تھیں نہ کہ محصول پر۔ اس کے بعد وکیل نے پٹنہ ہائی کورٹ کے بی۔ بی۔ ایچ۔ پی۔ بینرجی بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، بہار اور اڑیسہ ((1951) 19 آئی۔ ٹی۔ آر 596) کے

فیصلے کا حوالہ دیا جہاں یہ کہا گیا تھا کہ معاوضہ فوج کے استعمال کے لیے معاوضہ وصول کیا گیا تھا۔ مختصر مدت کے لیے اس کی زمینوں کا ریونیورسید تھا۔ اس صورت میں تعین کنندہ نے مارکیٹ قائم کرنے کے مقصد سے 13 بیگھہ زمین خریدی۔ اس پلاٹ کو فوجی حکام نے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت حاصل کیا تھا اور تعین کنندہ نے زمین کے استعمال کا معاوضہ وصول کیا تھا۔ اسے ریونیو کی رسید سمجھا جاتا تھا کیونکہ یہ واقعی سرمایہ دارانہ اثاثہ کے استعمال کے لیے زمین سے حاصل کردہ منافع تھا۔

ایک اور مقدمہ جس پر مدعا علیہ کے وکیل نے انحصار کیا وہ ہے سمٹھر سٹ بمقابلہ ڈیوی (1957) 37 ٹی۔سی (593)۔ یہ ایک ایسا کیس تھا جس کا فیصلہ فنانس ایکٹ 1948 کے دفعہ 31 (d)(i) کے الفاظ پر کیا گیا تھا، اور اس لیے یہ زیادہ مددگار نہیں ہے۔

سٹو برڈولپ گریول کو۔ لمٹیڈ بمقابلہ پولی (1954) 35 ٹی۔سی (459) کا حوالہ بھی دیا گیا۔ وہاں ریت اور باجری کا کاروبار کرنے والی تشخیصی کمپنی نے دو غیر کام شدہ ڈیپازٹ خریدے۔ کمپنی نے دعویٰ کیا کہ ڈیپازٹس کے حصول کیلئے کی جانے والی ادائیگیوں میں کٹوتی کے قابل اخراجات تھے جو ٹریڈنگ اسٹاک کے حصول یا دوسری صورت میں ریونیو کے کردار میں کئے گئے تھے۔ یہ منعقد کیا گیا تھا کہ کمپنی نے سرمایہ دارانہ اثاثہ حاصل کیا تھا نہ کہ اسٹاک میں تجارت، کیس اسپیشل کمشنرز کی تلاش میں بدل گیا اور مددگار نہیں ہے۔ ریلینس کو راجہ ناہیم مینا کشمہ بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس، حیدرآباد (1956) 30 آئی۔ٹی۔آر۔286) پر بھی رکھا گیا تھا۔ اس صورت میں لیز کی پوری مدت کیلئے کچھ مقررہ رقم رائٹٹی کے طور پر ادا کی گئی تھی جو کہ ریونیو کی رسیدیں اس رقم کی مجموعی پیشگی ادائیگیوں کے طور پر رکھی گئی تھیں جو بصورت دیگر وقفے وقفے سے قابل ادائیگی ہوتی تھیں۔

ان میں سے کوئی بھی کیس مدعا علیہ کے کیس میں معاون نہیں ہے۔ جس سوال کا فیصلہ ہونا ہے وہ یہ ہے کہ لین دین کی نوعیت کیا تھی؟ لائسنس میں موجود معاہدوں سے پتہ چلتا ہے کہ لائسنس دہندہ کو زمین پر داخل ہونے اور لے جانے کا حق حاصل تھا اور ہر قسم کے 100 ٹن تک کے تمام باکسائٹ کے مناسب نمونے لے جاسکتے تھے اور اس لئے اس حق کی منتقلی کی گئی تھی جس کیلئے ادائیگی ایک سرمایہ ہوگا۔

ہماری رائے میں ہائی کورٹ غلطی پر تھی اور جس سوال کا حوالہ دیا گیا تھا اس کا فیصلہ اپیل کنندہ کے حق میں ہونا چاہئے تھا۔ لہذا ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم کو ایک طرف رکھیں اور اپیل کنندہ کے حق میں سوال کا جواب دیں جس کے اخراجات اس عدالت اور ہائی کورٹ میں ہوں گے۔

اپیل کی اجازت ہے۔